ج مالشد الغفور

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ ایک دینی مدرسہ

جس کی صورت حال یہ ہے کہ حفظ سے لے کر دورہ حدیث تک تمام درجات کا انتظام ہے

جس میں مدرسین کی تعداد 13 اور معاونین ۴ ملازمین ہیں جواب طلب مسائل

جامعہ کی آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

۱۔ مدرسہ ایسے علاقہ میں واقع ہے جو مالی اعتبار سے درمیانہ علاقہ ہے لیکن علاقہ کی

جو آمدن ہے وہ مدرسہ کے اخراجات کیلئے ناکافی ہے۔

۲۔ مدرسہ کے مہتمم صاحب نے مدرسہ کے اخراجات کیلئے انگلینڈ کا ویزا لگوایا

اب وہ تقریباً سال میں دو تین مرتبہ جاتے ہیں اور وہاں سے خطیر رقم

لاتے ہیں اور وہاں سے لائی جانے والی رقم بلا تفریق جامعہ کی تعمیر

ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر مدات میں خرچ ہوتی ہے اور یہ علم نہیں

کہ وہ رقم سب زکوٰۃ کی ہوتی ہے یا صدقات وغیرہ کی۔

۳۔ مدرسہ کے مہتمم صاحب اپنے تعلقات کی بنا پر حکومت سے بھی مختلف عنوانوں

سے رقم لیتے ہیں مثلاً خ۲ اور غ۳ جو ذرائع ہیں ان سے حاصل ہونے والی

رقم کے حصول کے سلسلے میں اعداد و شمار میں کافی غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے

مثلاً حقیقت میں طلباء کی تعداد تقریباً دو سو ہے لیکن انگلینڈ میں اور

حکومت کے سامنے طلباء کی تعداد 600 تک ظاہر کی جاتی ہے اسی طرح عملے

کی تعداد میں بھی غلط بیانی ہوتی ہے۔

۴۔ مدرسین و ملازمین کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ مجموعی آمدن سے

(زکوٰۃ عشر صدقات وغیرہ کی تفریق کے بغیر) دی جاتی ہے۔

یہ تمام باتیں مدرسین کے علم میں ہیں اور وہ اسے بظاہر خلاف شرع

سمجھ کر ادارہ چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن دوسری طرف صورت

حال یہ ہے کہ اگر مدرسین یک بارگی ادارہ چھوڑتے ہیں تو پورے ادارہ

جاری ہے

Scanned by CamScanner

کی پرورش اور مہمانی کا ادارہ ہے۔ جبکہ عشرہ تو گھر میں
ایسا بڑا ادارہ اور نہیں ہے۔

۵۔ کیا کوئی مدرس طلباء کا لایا ہوا عشر، زکوٰۃ وغیرہ کا
مال مہتمم کی اجازت کے بغیر طلباء کی ضروریات میں
استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔

تو اب اس مجموعی صورت حال میں شرعی نقطہ نگاہ سے مدرسین
کرام کے جو ہدایات و مسائل ہیں وہ آپ بتفصیل تحریر فرما کر
عند اللہ ماجور ہوں۔

نوٹ۔ اس دورہ حدیث ہمارے متعلق جتنی آمد و تجاویز ہوں
انکو تفصیل سے ذکر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

سائلین۔ کمیٹی علماء کرام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ واضح رہے کہ مدارس میں عام طور پر حاصل ہونے والی آمدنی، چندہ وغیرہ حیلۂ تملیک کے بعد ہی مختلف مصارف میں استعمال کیا جاتا ہے۔
لہٰذا حیلۂ تملیک کے بعد فنڈ سے (چاہے وہ زکوٰۃ کا ہو یا عطیات کا) مدرسین کی تنخواہیں ادا کرنے میں کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔

۲۔ چندہ حاصل کرتے وقت غلط بیانی کرتے ہوئے، علماء وطلباء کی غلط تعداد بتانا جائز نہیں ہے۔ اس پر توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔ تاہم اس طریقے سے لیا گیا چندہ تملیک کے بعد مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔

۳۔ چونکہ مدارس میں آنے والے مال میں تصرف کرنے کا اختیار مہتمم کو ہی ہے۔ اس لیے اس کی اجازت کے بغیر کسی اور کا اس میں تصرف کرنا درست نہیں ہے۔

(هي) .... تمليك خرج الإباحة، فلو أطعم يتيما ناويا الزكاة لا يجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم، قوله: (إلا إذا دفع إليه المطعوم) لأنه بالدفع إليه بنية الزكاة يملكه فيصير آكلا من ملكه بخلاف ما إذا أطعمه معه ...... وحيلة التكفين بها التصدق على الفقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما، وكذا في تعمير المسجد.

(الدر مع الرد: كتاب الزكوة، ۳/ ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۲۷، رشيدية)

والتصرف في بناء مسجد وقنطرة ...... والحيلة لمن أراد ذلك أن يتصدق ينوي الزكاة على فقير ثم يأمره بعد ذلك بالصرف إلى هذا الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذلك الفقير ثواب هذا الصرف.

(الفتاوى التاتارخانية: كتاب الزكاة، ۲/ ۲۰۵، رشيدية)

(الفتاوى الولوالجية: كتاب الزكوة، ۱/ ۱۷۷، فاروقية پشاور)

(...... جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وعن أسماء بنت يزيد، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا يحل الكذب إلا في ثلاث: كذب الرجل امرأته ليرضيها، والكذب في الحرب، والكذب ليصلح بين الناس.

(مشكاة المصابيح: باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات
الفصل الثاني، رقم ٥٠٣٣، ٣/٢٢٢، دار الكتب العلمية)

وفي الخانية: رجل دفع زكاة ماله إلى رجل وأمره بالأداء ثم أدى الآمر بنفسه ثم الوكيل، قال أبو حنيفة: يضمن الوكيل علم بأداء الوكيل أو لم يعلم وقالا إن لم يعلم لا يضمن.

(الفتاوى التاتارخانية: الفصل التاسع، ٢/ ٢١٦، رشيدية)
(الفتاوى قاضيخان، كتاب الزكاة، ١/ ٢٦٢، رشيدية)

وفي الكبرى مسجد بنى أراد رجل أن ينقضه ويبنيه ثانيا أحكم من البناء الأول ليس له ذلك لأنه لا ولاية له كذا في المضمرات.

(الفتاوى العالمكيرية: كتاب الوقف، ٢/ ٤٥٧، رشيديه)

وفي البزازية: أرادوا نقض المسجد وبناؤه أحكم من الأول إن لم يكن الباني من أهل المحلة ليس لهم ذلك.

(البحر الرائق: كتاب الوقف، ٥/ ٤٢٠، رشيدية) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
١٣/ ٥/ ٣٠ هـ

الجواب صحيح
٢/ ٥/ ٣٠هـ

الجواب صحيح
١٧/ ٥/ ٣٠ هـ